سوال

(189) ذبیحہ کے متعلق حدیث کی تحقیق

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

وفدینہ بذبح عظیم من الجنۃ وھوالذی قربہ ھابیل جاء بہ جبرئیل ع فذبحہ السید ابراہیم الخ اس سلسلہ میں ابن کثیر معالم التنزیل وغیرہ تفسیروں میں جو روایات ہیں وہ محدثین کے معیار کے لحاظ سے کس پایہ کی ہیں اور اسلام میں ان روایات کا کیا مقام ہے؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

آیت مسؤل عنہا میں ذبح عظیم سے کبش مراد ہونے پر علمائے امت مفسرین محدثین فقہا متفق ہیں۔ رہ گئی اس کی تفصیلات کہ اس کو جبرئیل جنت سے لائے تھے اور یہ کہ وہ جنت میں عرصہ دارز(40سال)تک رہا تھا اور یہ کہ وہ وہی کبش تھا جس کی ہابیل ابن آدم نے قربانی دی تھی وغیرہ ذلک سوا یسا ہونا نہ عقلا محال ہے اور خارج از قدرت الٰہی ہے۔ اس لئے ان تفصیلات کا انکار ضروری نہیں اور چون کہ یہ تفصیلات کسی مرفوع معتبر حدیث سے ثاتب نہیں ہیں بلکہ یہ صرف عبداللہ بن عباس کا قول ہے اور وہ بھی ادنی درجہ کی بعض کتب تفسیر (ابن حاتم عبدالرزاق ابن اسحاق) وغیرہ میں مروی ہے اس لئے ان پر ایمان لانا بھی ضروری نہیں ہے واللہ اعلم

مکاتیب

ماہنامہ الحق حیدر آباد کا محولہ شمار جس میں عیاض عقاد کا مضمون کے عنوان قربانی اور قرآن حکیم سے ہی یہ اندازہ ہوتا ہے اور یہ اندازہ غلط نہیں ہے کہ مضمون نگار عیاض عقاد کے نزدیک سنت یعنی: حدیث قرآن کی طرف دین اور حجت شرعی نہیں ہے اور مضمون میں ان لوگوں کی ترجمانی کی گئی ہے۔ جوحج اور عید الاضحیٰ کے موقع پر قربانی کرنے کو فضول کام اور مال کے ضیاع کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔

ماہنامہ طلوع اسلام تقسیم ہند سے پہلے غلام محمد پرویز کی ادارت میں دلی سے شائع ہوتا تھا اور بٹوارہ کے بعد لاہور سے۔

اور پرویز جو تقسیم سے پہلے سکریٹریٹ میں ملازم تھے اسلم جیراجپوری استادتاریخ جامعہ ملیہ اسلامیہ کے ساختہ و پرداختہ ہیں۔ مضمون نگار نے اپنے قارئین کو مرعوب کرنے کے لئے بے ضرورت تفسیر اوراحدیث اورفقہ اور شروح حدیث کی بہت ساری کتابوں کے نام اور حوالے لکھ دیئے ہیں۔ قربانی کی نفس مشروعیت پر پوری امت کا تفاق ہے۔ البتہ اس میں اختلاف ہے کہ قربانی کرنا واجب ہے یا محض سنت موکدہ؟ ائمہ اربعہ میں امام شافعی اور جمہور علماء اس کے سنت موکدہ ہونے کے قائل ہیں۔ اور امام ابو حنیفہ اور امام مالک اس کے وجوب کے قائل ہیں اور امام احمد کہتے ہیں۔ یکرہ ترکھا مع القدرة وری عنہ انھا واجبہ کسی بھی صحابی سے اس کی کراہت ہر گز منقول نہیں ہے۔ البتہ حضرت ابو بکر و عمر اور بعض

دوسرے صحابہ سے یہ منقول ہے کہ انھم کانولایضحون کراہتۃ ان یظن من راھم انھا واجبۃ اس سے یہ ہر گز ثابت نہیں ہوتا کہ قربانی نہ کرنے والے یہ حضرات قربانی کرنے کے مکروہ سمجھتے تھے اور مکروہ سمجھنے کی بنا پر قربانی نہیں کرتے تھے ۔

مرعاۃ ج 2/349/350 طبع لکھنو میں قائلین اور سنیت کے دلائل تفصیل کے ساتھ مذکور ہین ۔اس مرعاۃ میں یہ بھی لکھا گیا ہے کہ والأصل فی مشروعیتھا الکتاب والسنة والإجماع   أما الکتاب فقوله تعالی : { فصل لربک وانحر } [الکوثر : 2] أي صل صلاة العید وانحر النسک أي الأضحیة، کما قاله جمع من المفسرین، وأما السنة فما روي فی ذلک من أحادیث الباب، وہی متواترة من جهة المعنی؛ لأنها مشترکة فی أمر واحد، وہو مشروعیة الأضحیة، وأما الإجماع فهو ظاهر لا خلاف فی کونها من شرائع الدین، وقد تواتر عمل المسلمین بذلک من زمن النبی- صلی الله علیه وسلم -إلی یومنا ہذا، وہی من سنة إبراہیم -علیه السلام- لقوله تعالی : { وفدیناه بذبح عظیم } [الصافات : 107]، واختلف ہل ہی سنة أو واجبة؟ الخ

امام شوکانی قربانی کے وجوب کے قائل ہیں چنانچہ السیل الجرار میں وجوب کے دلائل ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں :

وبھذا تعرف ان الحق ماقالہ الاقلون من کونھا واجبہ ولکن ہذا الوجوب مقید بالسعۃ فمن لاسعۃ لہ لااضحیۃ علیہ انتھی

ہمارے نزدیک وسعت رکھنے والے کےلئے قربانی کا ترک کرنا سخت مکروہ ہے کیوں کہ قربانی سنت مؤکدہ ہے واللہ اعلم

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ شیخ الحدیث مبارکپوری

جلد نمبر 2۔کتاب الأضاحی والذبائح

صفحہ نمبر 390

محدث فتویٰ